# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو اخبار الحکم قادیان ۲۸ فروری ۳۵ء)

کیونکہ یہ تو بالکل ایک سیدھی سی بات ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہے۔ ہر انسان کی دو ہی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور وہ دس ہیں انسان کیا ہر سامنے آنے والے انسان کو دکھا دے مگر ایک اور ہو۔ جو کہے کہ نہیں نہیں پچاس آنکھیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ کسی کی پچاس آنکھیں دکھا دے نہیں تو کون عقلمند اس کے کہنے پر ہی مان لے گا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا کے رنگ میں نہیں ہے۔ اُن کی مثال اس آدمی کی سی ہے۔ جو پچاس آنکھیں بتاتا ہے۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا ہی کے رنگ میں ہے۔ میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں تناسخ کے مسئلہ کو نہیں مانتا۔ میرا آنا ایلیا کے رنگ پر ہے۔ خدا نے مجھے مسیح کے رنگ پر بھیجا ہے۔ اور اصلاح اخلاق کے لئے بھیجا ہے۔

تاہم مخالف یہ کہتے ہیں کہ جہاد کے ذریعہ اسلام پھیلایا جاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے اسلام کی کامل تعلیم خود اس کی اشاعت کا موجب ہے نفس اسلام کے لئے ہرگز کسی تلوار یا بندوق کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی گذشتہ لڑائیاں وہ دفاعی لڑائیاں تھیں۔ انھوں نے غلطی اور سخت غلطی کھائی ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جبراً مسلمان بنانے کے واسطے تھیں۔ غرض میرا ایمان ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلایا جاتا بلکہ اس کی تعلیم جو اپنے ساتھ اعجازی نشان رکھتی ہے خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

چنانچہ جن لوگوں نے میری کتابوں کو پڑھا ہے اور میری کارروائی کو دیکھا ہے۔ وہ سمجھ سکتے ہیں یہ ساری کارروائی مسیح کے رنگ میں ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں۔ چونکہ یہ سارا سلسلہ اور ساری کارروائی مسیحی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے میرا نام مسیح موعود رکھا اب جبکہ میں نے اس حد تک بات کو پہنچایا ہے کہ مسیحی بھی میرے مخالف ہوں گے۔ لیکن میں کسی کی مخالفت سے کب ڈر سکتا ہوں۔ جبکہ خدا نے

مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ اگر یہ دعویٰ میری اپنی تراشی ہوئی بات ہوتی تو مجھے ایک ادنیٰ سی مخالفت بھی تھکا کر بٹھا دیتی مگر یہ میرے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے ہر سلیم الفطرت کو جس طرح وہ چاہے سمجھانے کے لئے میں تیار ہوں۔ اور اس کی تسلی کے لئے ہر جائز اور مسنون راہ میں اختیار کر سکتا ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق

اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تھے۔ یہی وہ وقت تھا جس کا وعدہ تھا۔

اب آنے والا آ گیا خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کی تائید میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے۔ اور دلوں کو منوا دیتا ہے۔ جو کچھ مسیح موعود کے لئے مقدر تھا وہ ہو گیا اب کوئی مانے یا نہ مانے مسیح موعود آ گیا اور وہ میں ہوں۔

سوال:۔ اور کیامت بہشت ہے

جواب:۔ تعلیم میں مشابہت ہے۔

سوال:۔ آپ کی رسالت کا کیا نتیجہ ہوگا؟

جواب:۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ جو رابطہ کم ہو گیا ہے اور دنیا کی محبت غالب آ گئی ہے۔ اور پاکیزگی کم ہو گئی ہے خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے پھر مستحکم کرے گا۔ اور گمشدہ پاکیزگی کو پھر لائے گا۔ دنیا کی محبت سرد ہو جائے گی۔

سوال۔ جبکہ مختلف مذاہب ہیں پھر کس طرح پہچانیں کہ سچا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے کون ہے؟

جواب:۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ دنیا میں ہر کھوٹے اور کھرے کے درمیان ایک امتیاز ہے۔ رات اور دن میں صریح فرق ہے۔ پھر سچا مذہب بھی کبھی مخفی رہ سکتا ہے۔ خدا پاک ہے اور وہ محبت رحمت کرنے والا ہے۔ اور وہ نفسانی امور جو گناہ کے کام ہیں بدکاری تعصب تکبر اور تمام گناہ جو جبلّی میں جمع ہوتے پھر آنکھوں کے ذریعہ یا اور ذریعوں سے صدور پاتے ہیں۔ ان سے ناراض ہوتا ہے۔ پھر کیونکر مشکل ہو سکتا ہے کہ انسان یہ تمیز نہ کر سکے کہ خدا انسانوں کو پاک بنانا چاہتا ہے۔ اور وہ ان سے گناہ کے صدور کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس مذہب کی تعلیم عملی طور پر ایسی قدرت عطا کرتی ہو کہ انسان خدا سے ڈر کر اس کی صفات کے نیچے رہ کر پاکیزگی اور محبت میں ترقی کرے اور گناہ سے بچے وہی مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدائی مذہب کے ساتھ اُس کی صداقت کے زندہ نشان ہوتے ہیں۔ جو ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں۔

(از اخبار الحکم ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء)

سوال:۔ آپ کا خیال مسیح کی صلیب کی نسبت کیا ہے؟

جواب:۔ میں اس کو نہیں مانتا کہ وہ صلیب پر مرے ہوں۔ بلکہ میری تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے اور خود مسیح علیہ السلام بھی میری رائے کے ساتھ متفق ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا بڑا معجزہ یہی تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مرینگے۔ کیونکہ یونس نبی کے نشان کا انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب اگر یہ مان لیا جائے

جیسا کہ عیسائیوں نے مان رکھا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔ تو پھر یہ نشان کہاں گیا؟ اور یونس نبی کے ساتھ مماثلت کیسے ہو گی۔ یہ کہنا کہ وہ قبر میں داخل ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہوتے بہت بیہودہ بات ہے۔ اسلئے کہ یونس تو زندہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے تھے نہ مر کر۔ یہ نبی کی بے ادبی ہے۔ اگر ہم اس کی تاویل کرنے لگیں۔ اصل بات یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ ہر ایک سلیم الفطرت انسان کو واجب ہے۔ کہ جو کچھ مسیح نے صاف لفظوں میں کہا اُس کو محکم پکڑیں۔ حضرت عیسیٰ پر ایک غشی کی حالت تھی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے اور اسباب اور واقعات بھی اسی قسم کے پیش آ گئے تھے کہ وہ صلیب کی موت سے بچ جائیں چنانچہ سبت کے شروع ہونے کا خیال۔ حاکم کا مسیح کے خون سے ہاتھ دھونا۔ اس کی بیوی کا خواب دیکھنا وغیرہ۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھا دیا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ دلائل اور براہین کا دیا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے۔ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے غشی کی حالت بجائے خود موت ہوتی ہے۔ دیکھو سکتہ کی حالت میں نہ نبض رہتی ہے، نہ دل کا مقام حرکت کرتا ہے۔ بالکل مردہ ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ پھر زندہ ہو جاتا ہے۔ مسیح کے نہ مرنے کے دو بڑے زبردست گواہ ہیں اول تو یہ ہے کہ یہ ایک نشان اور معجزہ تھا۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس کی کسر شان کی جاوے۔ اور وہ آدمی سخت حقارت اور نفرت کے لائق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کو حقیر سمجھ لیتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ کہ وہ صلیب پر مرے بلکہ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ اور پھر اپنی طبعی موت سے مرنے کی تصدیق فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اگر انجیل کی ساری باتوں کو جو اس واقعہ صلیب کے متعلق ہیں یکجائی نظر سے دیکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ صلیب پر مرے ہوں۔ حواریوں کو ملنا۔ زخم دکھانا۔ کباب کھانا۔ سفر کرنا۔ یہ سب امور ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں۔ اگرچہ خوش اعتقادی سے ان واقعات کی کچھ بھی تاویل کیوں نہ کی جاوے۔ لیکن ایک منصف مزاج کہہ اُٹھے گا کہ یہ اُٹھے گا کہ زخم لگے رہے۔ اور کھانے کے محتاج رہے۔ یہ زندہ آدمی کے واقعات ہیں۔ یہ واقعات اور صلیب کے بعد کے دوسرے واقعات گواہی دیتے ہیں اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دو تین گھنٹہ سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے۔ اور وہ صلیب اس قسم کی نہ تھی۔ جیسے آجکل کی پھانسی ہوتی ہے۔ جس پر لٹکاتے ہی دو تین منٹ کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تو کیل وغیرہ ٹھونک دیا کرتے تھے۔ اور کئی دن رہ کر انسان بھوکا پیاسا مر جاتا تھا مسیح کے لئے

اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ وہ صرف دو تین گھنٹہ کے اندر ہی صلیب سے اتار لیے گئے۔ یہ تو وہ واقعات ہیں جو انجیل میں موجود ہیں۔ جو مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے لئے زبردست گواہ ہیں پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے وہ مرہم عیسیٰ ہے جو طب کی ہزاروں کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم مسیح کے زخموں کے واسطے حواریوں نے طیار کی تھی یا یہودیوں۔ عیسائیوں کی طبی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وہ ہے

## مسیح کی قبر

مسیح کی قبر سرینگر خان یار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دیگی۔ کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے۔ تو یہ قبر کہاں سے آگئی؟

**سوال**:۔ آپ نے خود دیکھا ہے؟

**جواب**:۔ میں خود وہاں نہیں گیا۔ لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا۔ اور اس نے پوری تحقیقات کر کے پانچسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے۔ جنھوں نے اس خبر کی تصدیق کی کہ وہ لوگ اس کو **شاہزادہ نبی** کہتے ہیں اور عیسیٰ صاحب کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ آج سے گیارہ سو سال پہلے **اکمال الدین** نام ایک کتاب چھپی ہے۔ وہ بعینہٖ انجیل ہے وہ کتاب **یوز آسف** کی طرف منسوب ہے۔ اس نے اس کا نام بشریٰ یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں۔ یہی قصے۔ یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔

اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے یوز آسف وہی ہے جس کو یسوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا۔ اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اسلئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یوز آسف کا قصہ یورپ میں مشہور ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے۔ اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صرف کشمیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا۔ اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوز آسف مسیح کا حواری تھا ہم کہتے ہیں کہ یہ بات بھی نہیں ہے یوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے۔ تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اس بات کے قائل نہ ہوتے۔ تو البتہ بحث بند ہو جاتی۔ لیکن جبکہ انھوں نے قبول کر لیا ہے کہ یوز آسف ایک شخص ہوا ہے اور اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے اور اس نے بھی اپنی کتاب کا نام انجیل رکھ لیا ہے۔ جس طرح پر شہزادہ نبی مسیح کا نام ہے۔ اس کو بھی شہزادہ نبی کہتے ہیں۔ اب غور کرنے کے قابل بات ہے۔ کہ اگر یہ خود مسیح ہی نہیں تو اور کون ہے؟

خدا کے لئے سوچ جو شخص دنیا سے دل نہیں لگاتا اور سچائی سے پیار کرتا ہے۔ اس کو تو ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب مان لیا کہ یوز آسف واقعی ایک شخص تھا جس کا مسیح سے تعلق تھا۔ پھر اٹلی میں اس کا گرجا بھی بنا دیا۔ اور ہر سال وہاں میلہ بھی ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی اقرار کر لیا کہ اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے۔ پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ خود مسیح نہیں ہے؟

یہ چار باتیں جب آپ تسلیم کر لیں تو میں ایک خبر لیکر آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کہتے ہیں کہ وہ حواری تھا۔ ثابت کر کے دکھاؤ کہ یوز آسف کسی حواری کا بھی نام تھا۔ اور یوز آسف تو یسوع سے بگڑا ہوا ہے۔ اب ایک ہی بات سے فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ مسیح کے کسی حواری کا نام یوز آسف شہزادہ نبی اور عیسیٰ صاحب ہے۔ تو بے شک یہ قبر کسی حواری کی قبر ہو گی اگر یہ ثابت نہ ہو۔ اور ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوگا۔ تو پھر میری بات کو مان لو کہ **اس قبر میں خود حضرت مسیح ہی سوئے ہیں۔**

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ بردباری کے ساتھ سنتے ہیں۔ جو بردباری سے سنتا ہے وہ تحقیق کر سکتا ہے جس قدر باتیں آپ نے سنی ہیں دوسرے کم سنتے ہیں۔ آپ خدا کے لئے غور کریں کہ جس حالت میں یہ قصہ مشترک ہو گیا ہے کہ وہ حواریوں میں سے تھا۔ بہر حال تعلق تو مانا گیا۔ اور پھر گرجا بنا دیا گیا۔ اور ہر سال میلہ ہونے لگا۔ تو اب آپ بتائیں کہ یہ کس کے ذمہ ہے؟ اگر مسیحی تعلق نہ مان لیتے تو بار ثبوت میرے ذمہ ہوتا۔ لیکن جب آپ لوگوں نے خود اس کو مان لیا ہے۔ تو میں آپ سے ثبوت مانگتا ہوں کہ کسی ایسے حواری کا پتہ دیں جو شہزادہ نبی کہلایا ہو۔

**پادری صاحب**:۔ ہم آپ کی مہربانی اور خاطر داری کے لیئے بہت مشکور ہیں۔

**حضرت اقدس**:۔ یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمکو بھیجا ہے اس کو کرنا ضروری ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کی یہ تقریر سنکر **مسٹر فضل** نے (جو غالباً لاہور کی بک سوسائٹی میں ملازم ہیں) اپنی قابلیت کے اظہار کرنے کیلئے زبان کھولی۔ لیکن اس سے بہتر ہوتا کہ وہ خاموش رہتے۔ اور ان کی دانش اور غرور طلب طبیعت کا راز نہ کھلتا۔ حضرت اقدس نے اس قدر طول و طویل تقریر یوز آسف کے متعلق فرمائی اور اسکو تاریخی شہادتوں کے ساتھ مؤکد فرمایا مگر مسٹر فضل کے سوال پر نگاہ کی جائے کہ آپ کیا فرماتے ہیں:۔

**مسٹر فضل**:۔ قبر کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت ملا ہے:۔

**حضرت اقدس نے فرمایا**:۔

گیارہ سو برس کی کتاب موجود ہے۔ خود عیسائیوں میں اسکا گرجا موجود ہے۔ وہاں میلہ ہوتا ہے۔ اور ابھی آپ تاریخی ثبوت ہی پوچھتے ہیں۔ یہ کیا ہے۔ یہ تاریخی ثبوت نہیں تو کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہیں سمجھے۔ صرف دھوکا دینا چاہتے ہو۔ میں ہر ایک انسان کو یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ پاک دل بنے۔ ریاکاری اور تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے۔ اور جہاں سے صداقت و حکمت کی بات ملے اس کو نہایت فراخدلی کے ساتھ قبول کرے میں ہر وقت سننے کو تیار ہوں۔ اگر آپ صفائی سے جواب دیں کہ مسیح کے اس حواری کو اس وجہ سے شہزادہ نبی کہتے ہیں۔ اور اگر آپ کوئی جواب نہ دیں۔ اور جواب سے بھی نہیں۔ اور صرف اعتقادی طور پر بتائیں کہ ہم ایسا مانتے ہیں۔ تو یہ ایسی بات ہے جیسے کسی ہندو سے پوچھیں کہ تم جو کہتے ہو کہ گنگا مہادیو کی جٹوں سے نکلتی ہے یا اس میں ست ہے اور وہ اس کے جواب میں صرف یہی کہے کہ میں اس کے دلائل تو نہیں دے سکتا۔ مگر ضروری مانتا ہوں کہ اس میں ست ہے۔ تو یہ معقول بات نہ ہوگی۔ غرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نہ اعتقادی طور پر بلکہ تحقیقات سے ثابت کر لیا ہے۔ کہ یہ قبر واقعی حضرت مسیح کی قبر ہے۔ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے جرمن میں ایسے مسیحی بھی ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ یہ بات بہت صاف ہے۔ اور غور کرنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

**سوال**:۔ آپ کی سمجھ میں عیسائیوں کا فرض کیا ہے؟

**جواب**:۔ ہر ایک انسان کا فرض ہونا چاہیئے کہ حق کی تلاش کرے۔ اور حق جہاں اسے ملے اس کو لے لے۔ عیسائیوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

اس کے بعد پادریوں نے مکرر حضرت اقدس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دفتر اخبار الحکم سے کچھ کتابیں لیں اور واپس چلے گئے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۸ تاریخ تقریر ۱۸ اپریل ۱۹۰۱ء)

۱۸ اپریل ۱۹۰۱ء کو آپ نے ایک الہام سنایا:۔

**سال دیگر را کہ مے داند حساب**
**تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار**

۱۹ مئی ۱۹۰۱ء کو آپ نے یہ الہام سنایا:۔

**آج سے یہ شرف دکھائیں گے ہم**

اس بات کا ذکر آیا کہ آجکل لوگ بعض بیچے علم اور واقفیت کے تفسیر لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس پر فرمایا:۔

"تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے مبارک اور سچا دخل اس کا ہے۔ جو خدا کے روح القدس سے مدد لے کر دخل دے۔ ورنہ علوم مروجہ کی شیخی پر لکھنا دنیا داروں کی چالاکیاں ہیں"

(باقی آئندہ)

## شکوہ

دوستوں سے بار بار عرض کیا گیا۔ اور متواتر اخبار میں شائع کیا گیا کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ مگر افسوس احباب اس طرف توجہ نہیں فرماتے جس کے باعث ان کے حکم کی تعمیل میں تاخیر اور جواب میں دیر ہو جاتی ہے ان کو بھی انتظار کی گھڑیاں گننا پڑتی ہیں اور دفتر کو بھی پریشانی ہوتی ہے پس تمام دوست خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

**مینیجر**

# میں کیونکر احمدی ہوا

## حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے حالات

(۳)

مولانا بقاپوری صاحب کے حالات کی ابتداء الحکم نمبر ۴ سے شروع ہوئی تھی اور پھر اسکے بعد نمبر ۶ میں اس کا دوسرا حصہ شائع ہوا۔ یہ دوسرا حصہ دراصل تیسرا حصہ تھا دوسرا حصہ جب کاغذات میں رکھا گیا۔ اور نہ مل سکا۔ اور تیسرے حصہ کو دوسرا حصہ سمجھ کر شائع کر دیا گیا۔ مولانا کے توجہ دلانے پر کاغذات میں سے اس حصہ کو تلاش کیا گیا جو مل گیا۔ اور آج اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔ احباب اس کی ترتیب درست کر لیں۔

آئندہ مولوی صاحب کے بیان کو جو انھوں نے الحکم کے خاص نامہ نگار کو لکھایا ہم اپنی طرف سے اور اپنے الفاظ میں شائع کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اسلئے گذشتہ نمبروں میں جو ترتیب مضمون کی تھی اسے اور اس جدید ترتیب کو دیکھ کر کسی کو تعجب نہ ہو۔ (ایڈیٹر)

### مولانا حضرت خلیفہ اول کے مطب میں

مولانا جب پہلی دفعہ قادیان میں تشریف لائے تو آپ سیدھے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول اپنے مطب کے شرقی دروازے کے پاس بیٹھ کر طلباء کو درس دیا کرتے تھے مولانا بقاپوری حضرت خلیفۃ المسیح سے ملے اور ابتدائی تعارف کے بعد عرض کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات کا قائل ہوں۔ لیکن وہ عرفان اور یقین جس سے قطعی طور پر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا ہو۔ کہ گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں مجھے حاصل نہیں۔ اسی کے حصول کے لیئے میں یہاں آیا ہوں"

حضرت خلیفۃ المسیح آپ کو سمجھانے لگے۔ مگر آپنے جھٹ یہ عرض کیا کہ کیا آپ کا کوئی دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ اور کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی ہدایت کے لیئے مامور کر کے بھیجا ہے۔ اسپر حضرت خلیفۃ المسیح اول مسکرائے اور فرمایا نہیں۔ یہ دعویٰ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ تب مولانا بقاپوری صاحب نے کہا کہ "پھر میں ان سے ہی ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت سننا چاہتا ہوں"۔ اسپر حضرت خلیفۃ المسیح اول بغیر اسکے کہ کسی ناراضگی یا کبیدگی کا اظہار فرمائیں آپنے بخوشی خاطر ایک رقعہ لکھا اور ایک لڑکے کو دیا۔ اور مولوی صاحب کو اس کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجدیا اور چونکہ وہ دن جمعہ کا تھا اسلئے مولوی صاحب سے فرمایا کہ حضرت اقدس نماز جمعہ میں تشریف لے آئے ہوں گے آپ اس لڑکے کے ساتھ چلے جائیں۔ اور اگر لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو بھی صفوں میں سے گذرتے ہوئے حضرت صاحب تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ مولانا بقاپوری اس لڑکے کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے مسجد مبارک میں پہنچے مسجد مبارک اسوقت چھوٹی سی تھی۔ اور بمشکل پانچ آدمی ایک صف میں کھڑے ہو سکتے تھے۔ وہ لڑکا آگے آگے حضرت اقدس تک پہنچا۔ اور جو لوگ صفوں میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے خود بخود مولوی صاحب کے لئے رستہ کھولدیا۔

اسطرح بڑی آسانی سے آپ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ گئے۔ مولوی صاحب اس زمانہ کی مسجد مبارک کا نقشہ اپنے الفاظ میں یوں کھینچتے ہیں کہ ان دنوں مسجد مبارک چھوٹی سی تھی اس کی ایک سطر میں دیوار تھی اور اس کی محراب حجرہ کی شکل کی تھی۔ اسوقت اس حجرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرماتھے۔ حضرت اقدس نے وہ رقعہ لیکر مولوی عبدالکریم صاحب کو دے دیا۔ جنھوں نے بآواز بلند وہ رقعہ پڑھ کر سنایا کہ اس مولوی کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر پورا یقین نہیں ہے۔ اسلیئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ اس رقعہ کا مضمون سن کر حاضرین نے استغفار پڑھنا شروع کیا۔ لیکن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ میں اس شخص کو داد دیتا ہوں کہ اس نے اپنی اصلی بیماری کو کھولکر ڈاکٹر کے سامنے رکھدیا ہے۔ اس پر امید ہے کہ اس کی بیماری کا علاج ہو جائے گا۔

### مولانا بقاپوری کے شک کی وجہ

مولوی صاحب کی پہلی بیوی سے ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ جس کی عمر چار سال کی تھی۔ وہ حلکر فوت ہو گیا تھا۔ ایک معصوم بچے کی ایسی پر الم وفات کا صدمہ مولوی صاحب کے قلب پر اس قسم کا چھا چکا تھا کہ اس نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق شکوک پیدا کر دیئے تھے۔ ان شکوک کی وجہ سے مولوی صاحب کو قلبی اطمینان حاصل نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رقعہ کو سن کر ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (الآیۃ) کی تفسیر فرمائی

مولانا بقاپوری بیان کرتے ہیں کہ وہ تفسیر ایسی لذیذ اور سرور بخش تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی چیز حضرت اقدس کے قلب سے نکل کر میرے دلپر اسطرح گر رہی ہے۔ گویا وہ شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد ہے۔ میں کبھی آنکھیں نیچی کرتا تھا۔ اور کبھی حضور کی پیشانی مبارک کی طرف دیکھتا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک چمکتا ہوا نور آپ کی پیشانی سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا جس کی کرنیں میرے قلب کو منور کر رہی تھیں۔ یہ تقریر ۲۰ منٹ تک جاری رہی۔ تقریر کے بعد آپکے دل کی کیفیت ایسی بدل گئی کہ گویا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا مشاہدہ کر لیا۔ اور وہ یقین عرفان کی حد تک بڑھ گیا۔

نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفہ اول نے مولانا بقاپوری صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

### دیکھا ہمارا مرزا

مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور میں نے آپ کو بھی دیکھا ہے اور آپکے مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے۔

مولانا بقاپوری بیان کرتے ہیں کہ مجھے اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح اول سے عقیدت و ارادت تھی۔ اور حضرت اقدس کے متعلق بھی یقین اور ایمان پیدا ہو چکا تھا۔

### لوگوں کا امتحان

مولانا بقاپوری کو خیال پیدا ہوا کہ میں نے یہاں کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا اور خود مدعی مسیحیت اور مہدویت کی بھی زیارت کی۔ اب آؤ یہاں کے عام لوگوں کی بھی اخلاقی حالت دیکھیں۔ چنانچہ اس کا امتحان کرنے کے لیئے مولانا بقاپوری لنگر خانہ میں چلے گئے جو اسوقت دفتر منیجر الفضل کے سامنے کے مکان میں تھا۔ لنگر خانہ میں ایک چھوٹی سی دیگ میں دال تھی اور چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا اور میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم اس کے منتظم تھے۔ مولانا نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا۔ انھوں نے آپ کو روٹی اور اس کے ساتھ دال دی۔ آپنے کہا کہ میں دال نہیں لیتا گوشت دو۔ میاں نجم الدین مرحوم نے دال الٹ کر گوشت ڈالدیا۔ لیکن مولانا بقاپوری نے پھر کہا کہ نہیں نہیں دال ہی رہنے دو تب انھوں نے گوشت الٹ کر دال ڈالدی دال اور گوشت کے اس ہیر پھیر سے مولانا کی غرض یہ تھی کہ وہ کارکنوں کے اخلاق دیکھیں

الغرض مولانا نے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی مولانا بقاپوری کے دلپر بڑا گہرا اثر ہوا۔

### صبح کیوقت

دوسرے دن صبح کو تقریباً تمام کمروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ فجر کی نماز میں آپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ نظارہ بھی آپکے لیئے بڑا دلکش اور جاذب نظر تھا

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب قبلہ آپ کے بچپن کے دوست تھے۔ مولانا ان کو ملنے کیلیئے دوسرے دن تشریف لے گئے۔ راستے میں آپنے دو لڑکوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا کہ وہ قرآن کی ایک آیت کے معنی پر اختلاف کر رہے تھے آپکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکے دل میں قرآن کریم کی محبت بٹھا دی گئی ہے

الغرض آپ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ صاحب نے مولانا کو پہچانا اور بہت خوش ہوئے۔ دیر تک معانقہ کیا۔ اور جوش مسرت سے دونوں کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ کچھ دیر دونوں پرانے دوستوں میں مذاکرہ علمیہ ہوتا رہا۔ آخر میں مولانا نے حضرت شیخ صاحب سے کہا کہ بعض کمزوریوں کے باعث یا کسی مصلحت کے ماتحت میں ابھی بیعت نہیں کرتا مگر یہ یقین لے چلا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہے اور واقعی ہے اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں صادق ہیں۔ اور یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں۔

اس طرح سے ایک مضبوط ایمان لے کر مولانا بقاپوری قادیان سے واپس ہوئے۔

آپ کی روانگی پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو نصیحت فرمائی کہ:۔

**آپ قادیان کے ساتھ اپنا تعلق رکھیں۔ خط و کتابت کے ذریعہ یا آمد و رفت کے ذریعہ۔**

(باقی پھر)

# دعوتِ نسیم بر مائدۂ نوردین

مکرمی مولوی رفیع الدین احمد صاحب نے عرصہ ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس قرآن کریم کے کچھ نوٹ ناظرین الحکم کے لئے گزشتہ سال ارسال کئے تھے مجھے افسوس ہے کہ وہ اب تک شائع نہ ہو سکے۔ یہ نوٹ ۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو لکھے گئے تھے۔ مولانا رفیع الدین احمد صاحب نے اصل کاپی سے چند ورقے پھاڑ کر ارسال کر دیئے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ قیمتی درس اب تک شائع نہ ہو سکا۔ میں نے اس دفعہ ارادہ کیا تھا کہ سالانہ جلسے کے مشاہدات کو مکمل کر دوں گا۔ مگر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قیمتی درس کو اس ہفتہ شائع کروں۔ اور اگلے ہفتے سالانہ جلسے کے مشاہدات پورے کروں۔ میں مولوی رفیع الدین احمد صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے یہ قیمتی مائدہ ہمارے لئے مہیا کیا ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ مولانا نے یہ مضمون ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو بھیجا تھا۔ اسدن ان کی نوزائیدہ بچی نسیمہ ساتویں دن کی تھی۔ اس کی خوشی میں انھوں نے احباب الحکم کے لئے یہ روحانی دعوت مہیا کی۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور خادمہ دین بنائے۔ (ایڈیٹر)

یہ کسی نبی کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو قید کرے۔ مگر جہاں جب کوئی لڑائی میں قید ہو کر آجاویں۔ تو کوئی حرج نہیں یہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض کا مطلب یہ ہے۔

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم۔ اگر خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ بات نہ بھی ہوتی کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ تب بھی اس جرم میں ہم سزا دیتے کیونکہ انسانی فطرت میں ہی یہ نہیں رکھا گیا کہ کسی کو یوں ہی قید کر لیا جاوے۔ مگر تم چونکہ بدر میں لڑائی کر چکے ہو اس وجہ سے تم کو کچھ فدیہ لے کر چھوڑ دینا جائز اور اس فدیہ کا کھانا حلال ہے۔

ایک ستر ہزار روپیہ کا پلنگ کسی نے بنوایا۔ مگر اس کو کھولنا اور بند کرنا بہت مشکل تھا۔ جس نے بنایا تھا اسی نے کھولا۔ امیر نواب صاحب سوئے پھر اسی نے بند کر دیا۔ پھر جو اس پلنگ کو کھولنے لگے تو اس کی چولیں ٹوٹ گئیں۔ اور اچھی طرح ان سے کھل نہ سکا۔ اور اٹھا کہ ایک کونہ میں رکھ دیا۔

فرمایا کہ جموں میں ایک کشمیری میرے پاس بہت اعلیٰ درجہ کی ٹوپی لایا۔ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے کہا کہ تم تو غریب ہو ............ اور ٹوپی ایسی اعلیٰ لائے ہو۔ اور ہم بھی غریب ہیں۔ یہ ٹوپی راؤ ساروں کے لائق ہے۔ کہنے لگا کہ نہیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدی نشین ہیں۔ آپ کے لائق ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ مگر ہاں یہ بتاؤ کہ آپ کس لئے یہاں آئے ہیں کہنے لگا کہ میرے پاس ۳۰۰ تولہ کستوری ہے۔ اور نہایت ہی مجھ کو روپیہ کی ضرورت ہے آپ کے ذریعہ راجہ صاحب کے پاس بیچنا چاہتا ہوں۔ آپکا صرف یہ کام ہوگا کہ تصدیق کر دیں۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ یہ تو نوکروں کے ذریعہ کام ہوگا۔ اور وہ یہ بھی کہنے لگا کہ چوبیس روپے تولہ کے حساب سے ملتی ہے مگر میں دس ہی کے حساب سے دے دوں گا۔ خیر وہ لے گیا۔ اوروں سے ہم نے دریافت کیا۔ کہ وہ

اس کے بعد جلال الدین ایک طالب علم نے من ضریع کے معنی پوچھے کہ ضریع کس چیز کو کہتے ہیں

فرمایا:۔ ناگ پھن کو کہتے ہیں۔ پھر

فرمایا:۔ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں ایک دن اپنے استاد سے بخاری شریف پڑھ رہا تھا ایک لفظ آیا جو کسی پرندے کا نام تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ کس پرندے کا نام ہے۔ استاد نے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں استاد نے محراب مسجد کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو وہ جانور ہے تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر جو میری توجہ اسی جانور کی طرف رہی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ جانور دیوار کو پھاڑ کر اس کے اندر غائب ہو گیا۔ تو فرمایا کہ میں تو تم کو اس طرح سامنے نہیں دکھلا سکتا۔

واذا البحار سجرت

سجرت کے معنی بھر دینے کے بھی ہیں اور خالی کر دینے کے بھی ہیں۔ جیسے بخاری میں موجود ہے۔

فرمایا:۔ انگریز اسی فکر میں ہیں۔ ایک خزانہ پانی کا بنانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور دریاؤں کو بھی باقاعدہ چلانے کے بند و بست میں ہیں کہ جہاں ضرورت ہوگی وہاں پانی چھوڑا جاویگا۔ ورنہ اس جگہ کو سوکھا اور خالی رکھا جاوے گا۔

فرمایا:۔ عاملة ناصبة ترجمہ ابن عباس نصاریٰ ہی ہیں کہ بہت ہی کام کرنے والے ہیں۔ کام کر کر کے اپنے آپ کو تھکا دیتے ہیں ان جیسا کوئی کام نہیں کر سکتا۔

واذا النفوس زوجت

فرمایا:۔ دیکھو ریل ہے۔ اس کی ایک ہی بنچ پر پٹھان۔ سید۔ مغل۔ دیسی۔ ولایتی ہر قسم کے نفوس مل کر بیٹھتے ہیں

پھر فرمایا ایک دفعہ میں ریل کے ایک کمرہ میں سوار تھا کہ بہت سے پنڈت گنگا جل لے کر سوار ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ایک سانولے رنگ کا آدمی آیا اچھے کپڑے پہنے ہوئے۔ مگر چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ چالاک آدمی ہے۔ ہندوؤں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہنے لگا کہ میں مہتر ہوں۔ سب کے سب ہندو ہکا بکا

کہ وہ کستوری تم نے کس بھاؤ بکوائی؟ تو وہ کہنے لگے کہ وہ تو کبوتروں کا خون تھا۔ کچھ اس میں کستوری کا چھڑکاؤ کر دیا گیا تھا اور کچھ ہرنی کے بال کترے ہوئے ڈال دیئے تھے۔ وہ تمباکو میں ڈالنے کے لئے خریدی ہے۔ بوئی کستوری تو نہیں تھی۔ فرمایا ہم کو بکوانے کی ضرورت ہی نہ پڑی خود ہی معلوم کر لی ہوگی۔

ہو گئے اور سب ریل کے کونے ایک طرف ہو گئے جس بنچ پر وہ بیٹھا سب وہاں سے اٹھ گئے۔ اور وہ اپنے پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔ جب اترا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی؟ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ مہتر کہنے سے کیا ہو گیا۔ اچھا مزے سے آرام تو کر لیا

پھر فرمایا کہ ابوسعید ایک احمدی ہیں ان کے پاس میں نے ایک انگریزی ٹوپی دیکھی۔ میں نے کہا کہ یہ تم نے کس لئے رکھ چھوڑی ہے۔ یہ تو اچھا کام نہیں۔ کہنے لگے اس سے مجھ کو ریل میں آرام رہتا ہے جہاں بھی جس درجہ میں یہ ٹوپی اوڑھ کر اور منہ میں چرٹ لگا کر اور بوٹ پہن کر بیٹھ جاؤں کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ کوئی ٹکٹ نہیں پوچھ سکتا۔ کہیں اسٹیشن پر اتروں تو بہت سے کہتے ہیں کہ صاحب کیا چاہیئے۔ کیا چاہیئے اور بہت میری عزت ہوتی ہے

وما خلق الذکر والانثیٰ

کہ یہاں پر عبد اللہ بن مسعود وما خلق نہیں پڑھتے۔ تو فرمایا:۔ وہ نہ پڑھتے ہوں تو ان کو معلوم نہ ہوگا۔ اسی کے ضمن میں پھر بیان فرمایا کہ ایک عورت قرآن مجید پڑھ رہی تھی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب۔ تو فرمایا اس نے وہاں اسحٰق کا لفظ نہ پڑھا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے کیوں نہیں۔ تو سب عورتیں ہنس پڑیں۔ اور میں نے دریافت کیا کہ تم کو کیوں ہنسی آئی۔ کہنے لگیں کہ اس کے خاوند کا نام اسحٰق ہے اس وجہ سے وہ چھوڑ جاتی ہے۔ تو میں نے اس کو بہت ہی سمجھایا۔ مگر اس نے پھر بھی بوجہ شرمندگی نہ پڑھا۔ پھر اسی کے ضمن میں بیان فرمایا:۔

ایک بادشاہ کی بیٹی پر ایک غلام کچھ عاشق تھا۔ اور خفیہ بات چیت بھی ہوتی تھی اس غلام کا نام طل تھا۔ بادشاہ نے بیٹی کو منع کر دیا کہ خبردار اس سے ہرگز بات چیت نہ کیا کر۔ تو جب وہ قرآن مجید پڑھا کرتی فان لم یصبھا وابل فطل کی جگہ فان لم یصبھا وابل فالذی منع منہ الخلیفة پڑھتی۔

کسی مولوی نے اعتراض کیا کہ مولوی صاحب آپ استعارہ بہت لیتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں میں نے کہا امہ ھاویہ میں کیا کرو گے کیا کسی کافر کی ماں کا نام ھاویہ بھی ہوتا ہے

فرمایا:۔ عبس کے متعلق کہ اس کے معنی تیوری چڑھانے کے ہیں۔ عرب لوگ اسی قسم کے نام رکھا کرتے ہیں۔ مثلاً معاذ۔ معاذ کے معنی ہیں پناہ کی جگہ اپنے مکان۔ پہاڑ کی چوٹی پر بنایا کرتے تھے۔ جبل صخر۔ حرب۔ عباس اور بہت سے ایسے نام ہیں اور غلاموں کے نام سرور وغیرہ رکھتے تھے۔ انکی وجہ دریافت کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ لڑکے چونکہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا نام بھی سخت رکھتے ہیں۔ اور غلام چونکہ اپنی خدمت کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کا نام سہل اور خوش ہوتا ہے

تکسب المعدوم جو پاک اخلاق فاضلہ اور مجالس میں نہیں ملتے۔ وہ تیری مجلس میں مل جاتے ہیں۔

ووضعنا عنك وزرك

ہم نے تجھ سے تیرے بوجھ ہلکے کر دیئے۔ کیونکہ آپ پر بہت قسم کے بوجھ تھے

پنجوقتی نماز بھی پڑھاتے تھے۔ پھر تہجد بھی خود پڑھتے تھے۔ پھر لڑائی کے انتظام خود فرماتے تھے

تبوئ المومنين مقاعد للقتال

تو مومنوں کو لڑائی کی جگہ بتاتا تھا۔ پھر آپ کے دشمن بھی تھے۔ اس سے بھی ہر وقت چوکس رہتے تھے۔ چنانچہ دشمنوں نے حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی کو شہید بھی کر دیا۔ پھر آپ کی نو بیویاں تھیں۔ اس قدر مہمان نوازی پھر سائلوں کی خبر گیری کئی قسم کے بوجھ تھے۔ وہی فرماتا ہے ووضعنا عنك وزرك کہ ہم نے تیرا دل ہی ایسا بنایا ہے۔ جو باوجود بوجھ ہونے کے گھبراتا نہیں تھا۔ اس کو سب بوجھ ہلکے معلوم ہوتے ہیں

طالب علم نے والضحى کی بجائے والضحها پڑھا۔ اس پر فرمایا کہ بعض لوگ عجیب غلطی کرتے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتی

رامپور میں ایک حافظ تھے انہوں نے سورۃ ق میں بجائے یوم الخلود کے یوم الجلود ح کے ساتھ پڑھا۔ لوگوں نے پوچھا۔ تو کہنے لگے یہ کیا۔ دیکھنا ہم اگلے سال ایسا عجیب پڑھیں گے کہ لوگ حیران رہ جائینگے۔

میں نے دیکھا کہ وہ روز پینسٹھ سپارہ پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک رکوع دو سو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ کہ پھر رمضان ہو گیا۔ اور وہ سنانے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب مجھے کوئی روک نہیں سکتا۔ تو واقعی لوگوں نے بہت زور لگایا۔ مگر وہ نہ رک سکے۔ پھر وہ ایک لڑکے پر عاشق ہو گئے۔ پڑھنا بھی ترک کر دیا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ میں ایک لڑکے پر عاشق ہو گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اس کا انتظام ہو جاوے گا۔ مگر یہ بتا دو کہ وہ کون ہے۔ تو اس نے بتا دیا کہ میں اس لڑکے کے پاس اس کی دکان پر گیا کہ مجھے تم سے کام ہے۔ کوئی بدکاری کی نیت نہیں۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ایک ہمارا دوست ہمارے ساتھ پڑھتا ہے۔ وہ تمہیر عاشق ہے تم کو اور کچھ بھی تکلیف نہیں دیتا۔ وہ تمہارے پاس عصر کے وقت آیا کرے گا۔ اور مغرب تک دکان پر بیٹھا کرے گا۔ اور کسی قسم کی تم سے بات نہ کرے گا۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا۔ پھر میں نے حافظ جی کو ان کے سپرد کر دیا۔

سورۃ فیل میں سجیل کے لفظ فرمایا کہ یہ سنگ و گل سے مرکب ہے۔ جیسے بخاری میں موجود ہے اس کے ضمن میں فرمایا کہ عرب میں ایک شخص عرب بخاری پڑھا رہے تھے۔ وہاں پر بن گوش کا لفظ آیا۔ تو وہ عرب بڑا اکڑ کر کہہ رہا تھا انا اعلم من کوش۔ انا اعلم من کوش اور کان پر ہاتھ لگا رہا تھا گویا اس کو بڑا فخر تھا کہ میں فارسی کے معنی جانتا ہوں حالانکہ گوش کو کوش ہی کہہ رہا تھا۔

پھر فرمایا کہ ہمارے استاد کے پاس ایک عرب آیا اور کہنے لگا من شاطری لتطو شو رحرامی۔

ہمارے استاد کی سمجھ میں نہ آیا۔ مجھ سے پوچھا تم سمجھے۔ میں نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ جیبا نوری سے چور حرامی میرا انگوٹھا لے گئے۔

ثم ابلغه مامنه

اس کو اسکے جائے امن میں پہنچا دو

لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم

حلال اور پاک چیز کو حرام مت کرو۔

بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ حلال چیز کو حرام کر دیتے ہیں۔ مثلاً بعض جو فقیر کہلاتے ہیں اُن کو میں نے دیکھا کہ ایک مٹکا سا بنا رکھا ہے۔ کوئی دودھ دے تو اسی میں۔ لسی دے تو اُسی میں۔ سالن دے تو اسی میں حلوا دے تو اُسی میں۔ جو کچھ ملے وہ اسی میں۔ آخر وہ سب مل کر شراب بن جاتا ہے۔ تو وہ فقیر وہ شراب پیتا ہے اور شراب کی طرح اس کو نشہ پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا دیکھو یہ کیسے زاہد اور عمدہ لوگ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو شرابی ہیں۔ شراب خانہ میں نہیں بیٹھے بلکہ مسجد میں بیٹھے ہیں۔

فرمایا میں نے ایک فقیر کو عمدہ سے عمدہ کھانا دیا اس نے اس میں حلوہ پھر راکھ ڈال کر کھانے کا نقص کیا

میں نے کہا یہ کیا؟ وہ کہنے لگا کہ اس سے نفس مرتا ہے۔ میں نے کہا۔ مرتا نہیں بلکہ اور بڑھتا ہے۔ غرور کرتا ہے۔ کیونکہ لوگ عزت کرتے ہیں نذریں دیتے ہیں

ایک شخص نے احرام کی حالت میں شکار کیا۔ اس نے حضرت عمر سے اس کی سزا پوچھی آپ نے ابن عباس سے پوچھکر اور مشورہ کر کے اس کو جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ آپ تو امیر المومنین ہیں۔ آپ نے یوں ہی جواب دے دیا ہوتا حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تیرا قرآن پر ایمان نہیں۔ قرآن میں تو ذوا عدل آیا ہے۔ اس وجہ سے میں نے مشورہ کر کے جواب دیا۔

ایک صحابی سے کسی نے پوچھا میں نے ٹڈی شکار کی ہے انھوں نے دوسرے سے مشورہ کر کے بتایا کہ ایک ٹڈی کے بدلے ایک کھجور دے دو۔ تو اب تک عرب میں ضرب المثل ہے کہ التمر خير من الجراد

فرمایا کہ کسی نبی نے اپنے معبد کے متعلق یہ نہیں کہا کہ یہ ہمیشہ رہے گا۔ ہاں قرآن مجید نے بتلایا ہے کہ کعبہ ہمیشہ رہے گا۔

ایک عورت اپنا بچہ دکھلانے کے لئے لائی۔ اس بچہ کے پاؤں میں لوہے کا کڑا تھا۔ آپ نے حافظ روشن علی صاحب سے کہا کہ دیکھو یہ بھی ایک علم ہے پھر اس عورت نے وہ اُتار دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں فرمایا ذات الواح ودسر تو اس سے بعض لوگ بدعقیدہ یہ مراد لیتے ہیں کہ میخوں کی برکت سے کشتی بچ گئی۔ ایسے ہی ہم بھی آفات سے ان میخوں کی وجہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ پھر عورتیں کیا کرتی ہیں کہ لوہار کو لڑکے کے متعلق کہتی ہیں کہ ہم کو کڑا بنا دے۔ وہ کہتا ہے کہ ذرا دیر کے بعد ملے گا جب کشتی کی میخ کوئی مل جاویگی۔ پھر قیمت بھی ڈبل لیتے ہیں۔ کوئی لوہار تو ادنی سی میخ کا کڑا بنا دیتے ہیں۔ اور بعض دیانتدار کسی پرانی کشتی کی میخ لیکر کڑا بنا دیتے ہیں

ایک شخص کی رائے ہے کہ خواہ عورت بوڑھی کیوں نہ ہو جائے۔ بنولیاں کھانے کی عادت کرے۔ اولاد والی ہو جائے گی۔

## کہوٹہ (ضلع راولپنڈی) میں ایک احراری مُلّا کی فتنہ پردازی

کہوٹہ میں ایک احراری مُلّا نے احمدیت کے خلاف لوگوں کو مشتعل کرنا فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ اور جمعہ کے خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گندے سے گندے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اکثر شریف طبع لوگ احمدیوں سے افسوس سے ذکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آج کیوں کہا گیا افسوس یہ ہے کہ پولیس کے آدمی وہاں موجود ہونے کے باوجود کوئی نوٹس نہیں لیتے جس کی وجہ سے یہ فسادی ملاں دن بدن اپنی شرارت میں بڑھ رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا کہ اس نے قصبہ کے شریر لڑکوں اور غنڈوں کا ایک جلوس مرتب کیا۔ جو سارے قصبہ میں چکر لگاتا رہا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو جگہ جگہ کھڑے ہو کر گالیاں نکالتا رہا۔ احمدیوں کے مکانوں اور دوکانوں پر کھڑے ہو کر وہ بدزبانی کی الامان والحفیظ!! مگر احمدیوں نے نہایت صبر سے کام لیا۔ اگر وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا لیتے۔ تو اس مفسد کی ساعی شریرہ کے کامیاب ہونے میں کوئی شک نہ تھا۔ اور کوئی عجب نہ تھا کہ وہاں خونریزی تک کی نوبت پہنچ جاتی یہی نہیں بلکہ کہوٹہ کے احمدیوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ اور روزانہ لوگوں کو بائیکاٹ کی تلقین کی جاتی ہے۔ اور اُن سے دستخط لئے جاتے ہیں۔ لیکن اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ تلقین بھی کی جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی تم سے پوچھے تو یہ کہدو کہ ہم نے بذات خود بائیکاٹ کیا ہے۔ اسطرح نہ صرف خود جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ جھوٹ بولنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ حکام ضلع راولپنڈی جلد ایسے مفسد اور امن سوز انسان کو اسکے کیفر کردار کو پہنچا کر کہوٹہ کی فضا کو صاف کر دیں گے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ اس مفسد کی امن سوز حرکات خرمن امن کو جلا کر تباہ نہ کر دیں۔ (منشی احمد دین خان یوسف زئی)

# وصایا

## نمبر وصیت ۴۲۹۱

مساۃ عزیزہ بانو زوجہ سید حسن صاحب قوم قریشی عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سرادہ ڈاکخانہ تحصیل ہاپڑ ضلع میرٹھ حال مقیم دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ پہنچیاں طلائی ما عـ۵ ۔ بالیاں طلائی ۵ ۔ کچھ نقری للعـ۵ ، حق مہر مبلغ ۵ کل -/۲۶۰ روپیہ (دو سو ساٹھ روپیہ)

العبد:۔ عزیزہ بانو بقلم خود

گواہ شد:۔ سید حسن بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ غلام حسین احمدی سکرٹری وصایا دہلی

گواہ شد: فیاض علی احمدی والد موصیہ بقلم خود منجلہ ۳۱۳

## نمبر ۴۲۰۹

مساۃ زبیدہ بیگم۔ زوجہ چودھری غلام محمد کھوکھر قوم راجپوت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اور میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ مہر مبلغ -/۳۰۰ روپیہ بذمہ خاوند زیورات طلائی قیمتی -/۹۰۰ روپیہ کل -/۱۲۰۰ روپیہ

العبد زبیدہ بیگم زوجہ چودھری غلام محمد کھوکھر اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز چنیوٹ

گواہ شد:۔ غلام محمد کھوکھر اے۔ ڈی۔ آئی آف سکولز چنیوٹ۔

گواہ شد:۔ محمد اقبال سٹوڈنٹ پوسٹ میٹرک کلاس کمالیہ۔

## نمبر ۴۲۸۷

مساۃ سلطان بی بی بنت مجھو خان زوجہ مستری خیر الدین قوم ترکھان ساکن قادر آباد ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے:۔ مہر ۳۲ زیور مبلغ یکصد روپیہ کل مبلغ ۱۳۲ روپیہ ہوتے ہیں حق مہر بذمہ خاوند ہے۔ جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم وصیت سے منہا کردیجائیگی۔

العبد سلطان بی بی زوجہ مستری خیر الدین قادر آباد نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ مستری فضل الٰہی سکنہ قادر آباد بقلم خود

گواہ شد:۔ مستری خیر الدین قادر آباد بقلم خود

گواہ شد:۔ صدر الدین سکنہ قادر آباد بقلم خود

## نمبر ۴۲۸۹

منکہ مساۃ غلام فاطمہ زوجہ قاضی محمد رشید صاحب قوم جٹ عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن قادیان محلہ دار البرکات ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسوقت میرے پاس سونا بصورت زیورات چھ تولہ قیمتی -/۲۲۲ روپیہ کا موجود ہے۔ علاوہ ازیں -/۳۲ روپیہ مہر میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ اداشدہ شمار ہوگا فقط ۲۲

العبد:۔ غلام فاطمہ موصیہ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ محمد سلیم مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان

گواہ شد: محمد رشید ولد مولوی عطاء ربی صاحب محلہ دار البرکات قادیان بقلم خود

## نمبر ۴۲۹۰

منکہ ملک برکت علی ولد ملک نور بخش صاحب قوم راجپوت کھوکھر عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے اراضی مملوکہ و مقبوضہ واقعہ موضع شادیوال تحصیل و ضلع گجرات رقبہ تخمیناً ۱۶ بیگھے اور واقعہ موضع بٹی گوریاں تحصیل و ضلع گجرات۔ ۱۲ بیگھہ اور اراضی واقعہ موضع عادووال تحصیل و ضلع گجرات رقبہ تقریباً ۹ بیگھے کل رقبہ مواضعات مذکورہ بالا قریب ایک مربعہ قیمتی تخمیناً چھ ہزار اور دو مربعہ اراضی نمبر ۔۔۔ واقعہ چک ۔۔۔ قادر آباد جھنگ برانچ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور قیمتی تخمیناً بارہ ہزار اور دو مکانات پختہ واقعہ شہر گجرات قیمتی تخمیناً چھ ہزار روپیہ کل جائداد اندازاً قیمتی چوبیس ہزار روپیہ کی ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔

العبد:۔ برکت علی موصی دستخط انگریزی۔

گواہ شد:۔ ملک عبد الرحمان خادم بی۔ اے پسر موصی محلہ جٹاں گجرات پنجاب

گواہ شد:۔ محمد شریف ولد امام الدین قوم کھوکھر راجپوت کھاریاں ضلع گجرات سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات

---

# احباب

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے مشکلات دور ہونے کی دعا فرمائیں۔ کیونکہ وہ آجکل بیحد دعاؤں کی محتاج ہے۔

---



---

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع دار الانوار جنرل الحکم پریس قادیان سے شائع ہوا)